

CHARACTER-TRUTH CROWN OF GENTLEMAN

بحکم جناب نواب لغت کوڑمربہاد ممالک مغربی و شمالی بنطوی
جناب کٹر صاحب ہاد ممالک مغربی و شمالی کتابیہ کریمین خریدی گئی

تاج زندگی

یہ عمل خان اسکا لائسنس کلاس میں سکول تیرمال تو تیر تو تیر

تیر کے بی ایس کی سی ایگن و ال ایس ای صاحب کے مضمون کریمین

اردو میں جملہ کرکی تالیف کی
نومبر ۱۹۱۵ء عیسوی

مطبع میرٹھ پرنٹنگ ورکس بازار میں جملہ ایس کے تمام

فہرست کتابیں

صفحہ	مط	مضامین
۱	۲	میں باچہ
۱	۱۷	سب تائید کتاب
۳	۲	خوبی افلاق
ایضاً	۱۰	نیک چلن شخصوں کی یاستوں اور خوبوں میں بھی ضرورت ہوتی ہے
۴	۶	نیک چلنی سے مرتبہ پانا
۶	۱۲	نیک چلنی کی طوائف
ایضاً	۱۸	نیک چلنی میں اضافہ کرنی
۷	۱۷	ارز و بلند رکھنا بہتر ہے
۸	۱۵	دوست سے نیک چلنی کا اثر زیادہ ہے
۹	۴	نیک چلنی کی بنیاد
۱۰		قول فضل میں سچا ہونا

صفحہ	سطر	مضامین
۱۱	۱	نیک چلن کا باطن میں ہی نیک رہنا
ایضاً	۱۵	چلن کا مضبوط ہونا
۱۳	۳	عادت کی مضبوطی
ایضاً	۱۱	عادت سے نتیجہ پیدا ہونا
ایضاً	۱۷	لڑکوں میں نیک عادت دلانے کا فائدہ
۱۵	۱	خوشی کی عادت ہی بن سکتی ہے
ایضاً	۱۰	نیک رویہ گی
۱۶	۹	خلیق ہونا
۱۷	۳	طریق گفتگو
۱۸	۱۲	ملاہمت اور عالی خاندانی
۱۹	۷	اتفاق رائے
ایضاً	۱۸	سچے خلق کا حاصل ہونا
۲۰	۱۲	محنت اور خلق کا نتیجہ

صفحہ	سطر	مضامین
۲۳	۱۸	شرافت کا رتبہ
۲۴	۸	درجہ پنجمی
۵	۲	شریف کا رشتہ نہ ہونا
۲۴	۱۲	شریفوں کی صفات
۲۵	۹	غریب بین شرافت کے ساتھ جرات کا ہونا
۲۸	۶	نیک بادشاہوں کو رعیت کا خیال ہوتا ہے
۲۹	۱۶	رہتباری سے بڑا رتبہ رکھتی ہے
۳۰	۱۰	بہادری اور شرافت کا ساتھ ہونا
۳۱	۹	انگریزوں کی بہادری اور شرافت
۳۳	۲	یورپین سپاہیوں کا بچوں کی مانند غریب ہونا
ایضاً	۱۳	شریف بچوں اور عورتوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں
۳۴	۱۹	شریف کا پہچانا
۳۶	۶	شریف اپنے آرام کے لئے دوسروں کی تکلیف گوارہ نہیں کرتے

دیباچہ

حمد کا تلخ اُس حقیقی اور قدرت والے پادشاہ کو زیبا ہے کہ جسکی ذات پاک مجمع کل اخلاق اور تمام خوبیوں کی ہے اور جسے اپنی صفتوں - انصاف - رحم - استی بخشش سے بندن کو نیک چلنی کا نمونہ دکھلایا کہ اُسکی پیروی سے نیک بندوں نے اپنی زندگی میں فخر کا تلخ پاپا لے لیا۔

کتے پر جہاں **سید امجدیل خان** اسکالرشن اسکول میرٹھ وصال تیو تر تو نہڑے

انس کے بی ایس وکی سی - ایس گھر وال خدمت میں تہذیب پسند صاحبوں کی عرض کرتا ہے

اردو زبان میں آج تک اخلاق کی کوئی ایسی کتاب تالیف یا تصنیف نہیں ہوئی تھی کہ جسکی

موجب اور سچی مثالوں سے اہل ہند آسانی کے ساتھ اخلاق کا نتیجہ دریافت کر سکتے اسلئے میں نے

جو امتحان یونیورسٹی کلکتہ کی تیاری کے وقت جناب یونیورسٹی ہرنلی صاحب

جی - اے و ممبر شاہی کالج محلان انگلستان سابق سپرنٹنڈنٹ مشن اسکول میرٹھ سے

اخلاق کے مضمون منتہی کتابوں انگریزی میں پڑھے تھے تنہا اُنکا فائدہ اُٹھانا طوافِ اُست

سمجھ کر واسطے بہبودی اپنے ہوطنوں کے اردو کی صاف زبان میں تالیف کر کے یہ کتاب

تہذیب دمی اور نام اسکال تلخ زندگی رکھا اب اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں

سے اتنا ہے کہ وہ سارے مضمونوں سے اپنی حالتوں کو بغور مطابق کر کے سچے

دل کے ساتھ نیک صفتوں کو اپنے دونوں بین منتقل کر لیں تاکہ زندگی میں اُنکو بزرگی

سبب تالیف کتاب

سبب تالیف اس کتاب کا یہ ہے کہ جناب ستر ہرمن ہرملی صاحب بی ایس ڈی ممبر
شاہی کالج محلان انگلستان جنہوں نے کٹرین کوبرا سہائین اور نصیحتیں کین اور کانی کا
کوئی ورق ایسا باقی نہ کیا کہ سپرینڈ سو دمنہ لکھی ہو یہاں تک کہ انگلستان کے جانے سے
ایک دن پہلے ہی یہ نصیحت کی کہ راود اینا مغیوضی کے ساتھ پورا کرنا چاہئے جب انگلستان کو
تشریف لے گئے تب ان کے جانشین جناب ستر پی ایچ زینکر صاحب نے
مجھ کو سچ مقرر کیا جو کہ اس حالت میں کمترین کو کسی قدر فرصت دے کر آئی تو میرے دل پر جناب
سعلی القاب شمت آب آنریبل سر ولیم صاحب در کے سی
ایس۔ آئی۔ نواب لغتنت گورنر ہاؤس رمالک مغربی و شمالی دہلی اہم کی اس پتہ
نے انٹر کیا کہ جبکہ جناب محترم بہمنے ماہ اگست ۱۹۶۹ء میں مقام اگرہ سنیت جان کالج کو
تقسیم انعام کے طالب علمان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ جب تم اپنا مطالعون کے
دور کو پورا کر چکو تو اپنے مکانوں میں خالی نہ بیٹھو کہ بھول جاؤ گے بلکہ کتابیں چھو کر غلم کے
ہیلائے میں کوشش کرو کہ جن لوگوں کو تعلیم پانے کے لئے کوئی موقع نہ نہیں آیا وہ اس
سے فائدہ اٹھاویں۔ اسلئے میں منہتی کتابوں انگریزی مقبولہ سینٹ یونیورسٹی کلکتہ میں
مضامین ایس سہیل صاحب سے جو نیک چلنی ہیں سب سے ترجمہ کر میں زبان اردو میں
ترجمہ کر کے فائدہ عام کے لئے یہ کتاب بنانی امید کہ قبول خاص و عام ہو۔

اسمعیل خان شمشیر محل شہر جالپور ترقی یافتہ کے بی بی کی اسی گیل

خوبی اخلاق

جانتا چاہئے کہ انسان کی زندگی کا تاج اور فخر نیک چلنی ہے جسکو خدا نے ہر ایک آدمی کے اختیار میں رکھا ہے کہ نیک چلن ہو۔ یہی طریقہ نیک چلن کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچاتا ہے یہی عام کے نزدیک مستحکم کرتا ہے۔ اسی سے ہر ایک عہدہ کو رونق ہوتی ہے۔ اسی سے خلقت کی بہبودی ہے۔

نیک چلنی کا رसوخ دولت کے رसوخ سے زیادہ ہے جو شخص اور طرح پر شہرت حاصل کرنی چاہتا ہے اکثر لوگ اُسکے دشمن بن جاتے ہیں مگر نیک چلن کا کوئی حاسد نہیں ہوتا کیونکہ اسکی پیشانی سے ایک ایسا دبدبہ نمایاں رہتا ہے جس سے فوراً پہچانا جاتا ہے کہ یہ شخص نہایت مستزاد اور خلائق دوست ہے۔

نیک چلن شخصوں کی یاستوں اور فوجوں میں بھی ضرورت ہوتی ہے

نیک چلن یعنی نیک شخصوں سے صرف کسی گروہ ہی کو فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ جس ریاست میں وہ ہوتے ہیں اُسکی بہبودی اعلیٰ ذات سے ہوتی ہے۔

اخلاق دنیا میں یہاں تک غالب ہے کہ فوج میں ہی اسی کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ **نیک چلن ہونا پارت** بڑا بہادر سردار اور فرانس کا مشہور بادشاہ جو ۱۱ اگست ۱۷۹۳ء کو جزیرہ انگیبیو میں پیدا ہوا اور ۲۱ مئی ۱۸۰۷ء کو مقام سلیٹ بمین میں فوت ہوا اُسکا قول ہے کہ اخلاق لڑائی میں بھی ایسی طاقت رکھتا ہے کہ جیسے دس کے مقابل میں ایک آدمی رشتہ رکھا ہے کہ خوش اخلاقی کے باعث لارڈ کلائیو صاحب نے دکن میں اپنی فوج سے تیل جسے زیادہ غنیمت کی سپاہ کو شکست دی۔

مصنوعی محنت - تربیت یافتگی - شائستگی - یہ سب باتیں قوم کی نیک چلنی پر منحصر ہیں۔
 - اسی کے باعث نفع میں امن و امان رہتا ہے۔ اسی سے اطمینان اور تعاون بنائے
 جاتے ہیں۔ - فی الحقیقت اختلاف ایک ایسا پیمانہ ہے کہ جس سے قوم اور نسل کی خوب
 وزن کی جاتی ہے۔ اور جیسے ایک سب سے ایک نتیجہ نکلتا ہے ویسے ہی نیک چلنی سے
 بہتری حاصل ہوتی ہے۔

نیک چلنی سے مرتبہ پانچواں

لوگ کسی شخص کے پاس خود وہ، کا ندرت یا کسی ریاست کا حاکم - بہتر سی علمیت خفیت یافت
 اور مشہور دولت ہو کر نیک چلنی کے باعث اسکا دبیر خاص وغام میں زیادہ ہو گا۔

دی رائیٹ انریبل جارج کیننگ صاحب ۱۱۔ اپریل شائع کو پیدا ہوئے

اور ۱۴ اگست شائع میں انتقال فرمایا انہوں نے اپنی نسبت شائع میں لکھا ہے کہ میرا

حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ نیک چلنی کے میں کسی دوسرے طریقے سے کوشش کر رہا ہوں

چاہتا اگرچہ اس میں جلدی نہیں مگر محکومین کامل ہے کہ یہ ذریعہ بہت ٹھیک اور درست

ہو گا چنانچہ نیک چلنی کے سبب انجام کار صاحب موصوف ایک معزز رکن سائنس ہاؤس

کے ہوئے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جب ہم کسی ذہین شخص کو دیکھتے ہیں تو دفعتاً ان کی ذہنیت

پر تعجب کرتے ہیں مگر اعتبار اسکا تب ہی ہوتا ہے کہ جب اس کے چلن کو جانچ لیتے ہیں۔

لارڈ وٹان رسل صاحب دیوک آف بیڈفورد کے بیٹے جو برے مشہور رہ کر رہے ہیں

شائع میں پیدا ہوئے اور شائع میں رکن پارلیمنٹ کے قرار دے گئے ان کا مقولہ ہے

کہ اہل انگلینڈ مدد و قلم دونوں سے لیتے ہیں اور نیک چلنیوں کی صلاح پر چلتے ہیں یہی طریقہ

فرانس کا رٹر صاحب کا تھا جبکی نسبت رپورٹر مذکور نے لکھا ہے

صاحب

جو بڑے مشہور تھے۔ اور جبکہ مضامین اکثر ایڈیٹر ایو یو میں شائع ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ گویا صاحب موصوف کے چہرہ سے خدا کے دسوں حکم نمایاں تھے۔

لارڈ کوہرن صاحب جبکہ اصل نام ہنری طامس ہے شائع میں پیدا ہوئے اور اور شائع میں انتقال کیا اپنی زندگی میں انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور اکثر مضامین شائع کرائے اور اپنے دوست لارڈ جعفری کا حال چھپوایا صاحب موصوف کا چلن راستہ دونوں کے لئے ایک نمونہ ہے دربار شاہی میں انکی عزت تھی۔ ہر ایک تعظیم کرتا تھا سب کے نزدیک محترم تھے۔ کوئی ایسا ہی سنگدل ہو گا جو انکی وفات سے غلگین نہ ہو۔ یہ سنگدلی بعض صاحبوں کو گمان گزیرا کہ صاحب موصوف کو جو یہ رتبہ حاصل ہوا شاید وہ عالی خاندان ہوئے یا کسی دولت مند کے بیٹے یا کوئی نیک نامی کا بہت بڑا کام ان سے بن آیا ہو گا حال انکہ ان سب باتوں میں سے ایک بھی نہ تھی یعنی وہ ایڈیٹر کے ایک سوداگر کے بیٹے تھے وہ تلمذی کا یہ حال تھا کہ انکی ان کے یا ان کے رشتہ داروں کے پاس چار آٹھ فاسٹ نو بجتے تھے نوڑی بھی انہوں نے صرف چند روز ہی قلیل تنخواہ پر کی تھی مگر جس سبب سے انہوں نے دربار شاہی میں اس قدر رسوخ پایا تھا وہ فقط نیک چلنی کا باعث تھا گفتگو بھی انکی بلاغت خالی تھی کہیں ایسے لغت نہ بولتے تھے جسکو سننے والا نہ سمجھ اگرچہ ہوس آف کامنس میں بہت سے افسر عمدہ عمدہ لیاقت کے تھے مگر اخلاق میں صاحب موصوف سے کوئی برکرتہ تھا اس سے ظاہر ہے کہ صاحب موصوف صرف اپنی راست زلی اور پاک چلنی اور خوش نامی اور محنت کے سبب معزز اور ممتاز ہوئے ہیں حقیقت میں یہ وہ عقبتیں ہیں جو انسان کو مرتبہ اعلیٰ پہنچاتی ہیں۔

مارٹر صاحب باوصف فضیلت اور لیاقت متوسطہ کے فقط اپنی خوبی چلن سے برکرتہ خاص و عام ہوئے۔

فرنگی صاحب فراتے ہیں کہ میری گفتگو صاف نہ تھی اکثر اوقات اہل امین بھی مجھے شک

ہوتا تھا یا وصف ایسے سقم کے پہر بھی نیک چلنی اور راست دلی نے خلقت میں مجھ کو معزز کیا۔

مقام فرنگی میں ایک بار رانی ہوئی **مانٹن** صاحب نامی شریف فرانسسی نے اپنے گھر کے
پہانگ کھلوادے اور بتایا کہ میرا چلن پرانا بہرہ و سا ہے کہ آج مجھ کو فوج کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔

نیک چلنی کی طاقت

چلن اتنی تیزی طاقت میں داخل ہے کہ علم کی طاقت سے بھی زیادہ رتبہ رکھتا ہے ظاہر
ذہانت بدون چلن کے اور چالاک غیر نگوئی کے ایسی طاقتیں ہیں کہ جیسے برائیاں ظہور میں آتی
ہیں ایسے عقول کی کھیمت نہیں ہوتی چنانچہ اٹھائی گیدون اور جیب کتروں کے عقول پر ہم
منہتی اور تعجب کرتے ہیں۔

نیک عقیدے اختیار کرنی

راست دلی نگوئی۔ سچائی۔ یہ سب عقیدے کچھ انسان کے ساتھ نہیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ اختیار
کرنے سے حاصل ہوتی ہیں اور جو شخص ان عقول کو حاصل کر لیتا ہے اسکی ترقی کا کوئی
مانع نہیں ہوتا وہ نیکی کرنے سے مصیبت اور تکلیف اٹھانے میں ثابت قدم رہتا ہے ایک بار
اشعید فن صاحب ساکن کلونہ پر دشمنوں نے حملہ کیا اور مذاق سے کہا کہ اب آپ کا قلعہ کہا
ہے صاحب موصوف نے اسی وقت اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتلایا کہ یہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے
کہ نیک چلن آدمی خطرہ میں بھی نہیں گھبراتا اور جب اسکا کوئی وسیلہ نہیں رہتا تب وہ
اپنی راست دلی اور ہمت پر بہرہ و سا رکھتا ہے۔

لارڈ آرسکین صاحب جنکا اصلی نام تھامس تھا شائع میں پیدا ہوئے تھے شائع میں درج
سیکر کا پایا اور لقب لارڈ آرسکین ہوا اور کچھ عرصہ بعد درجہ لارڈ مائی چانسلر گریٹ برٹن کا حاصل کیا

اور تیسری شے اس میں غارتہ پانی صاحب موصوف بڑے فصیح تھے وہ اپنی زندگی میں کامیاب نہ ہو سبب یہ کہتے ہیں کہ سچین سے میرا قاعدہ تھا کہ جس بات کو میری عقل حق سمجھتی تھی اُس فعل کو کرنا چھوڑ جب ہوتا تھا یعنی جس امر کو میں سمجھ لیا کہ یہ میرے حق میں مفید ہوگا اُسی کو میں نہ کیا۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ پھر چور ایسی دستور میرا میرا کر رہا اور یہی طریقہ میں اپنی اولاد کو بتلاتا ہوں کہ وہ اسکو اختیار کرے۔

ارادہ بلند رکھنا بہتر ہے

ہر ایک شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنا ارادہ بلند رکھے

مستور سیریلی صاحب جنکا اصلی نام مستر ایزک ڈسریلی ہے مشہور مصنف عجائبات علمی کے ہیں شائع میں بمقام انفیلڈ پیدا ہوئے اور شائع میں انتقال کیا انکا مقنا ہی برا عالم اور ممبر پارلیمنٹ کا تھا صاحب موصوف کا مقولہ ہے کہ جو شخص اپنا ارادہ بلند نہیں رکھتا وہ ضرور پست ہمت ہوگا جو اونچا نہیں دیکھتا وہ بیشک نیچا دیکھے گا

جارج ہربرٹ صاحب مشہور انگریزی شاعر لارڈ ہربرٹ چربری صاحب کے بہائی ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے اور شائع میں وفات پائی وہ شعرون میں فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے چلن میں غریب اور ارادے میں بلند ہونا چاہیے کیونکہ غریب چلن سے بُر دباری اور تھل جمل ہوتا ہے۔ پست ہمت کیونکہ ہونا چاہیے۔ اسلئے کہ انسان کی روح بری بری بلند ہی تک نشانہ کر سکتی ہے۔ جو شخص اپنے کاموں اور منصوبوں میں بلند ارادہ رکھتے ہیں وہ امن لوگوں سے ہر طرح پر بہتر ہیں جنکا کچھ ہی ارادہ نہیں ہوتا۔ اہل اسکاچ میں ایک کہاوت مشہور ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک بر اکام کرنا چاہے اور اتفاقاً وہ اُس میں کامیاب نہ ہو تو بھی اسکی محنت اگارت نہیں جانی کیے نہ کچھ اسکو فائدہ ضرور ہو رہا ہے۔

دولت سے نیک چلنی کا اثر زیادہ ہے

اکثر آدمی کہا کرتے ہیں کہ دنیا میں جس شخص کو دولت حاصل ہے وہی شریف ہے مگر یہ قول اٹکا درست نہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ امیر ہو یا غریب جو شرافت کے کام کرتا ہے وہی شریف ہے نیک چلنی کی قدر دولت سے زیادہ ہے۔ ثبوت اسکا یہ ہے کہ ایک بار کرنیل چارٹرٹرس صاحب نے ایک مشہور ایماڈ شخص سے کہا کہ اگر ایسی صفت مجھ کو حاصل ہو جائے تو میں آپ کو دس ہزار روپیہ دون اُسے دریافت کیا کہ آپ اس سے کیا فائدہ اُتھائیں گے کرنیل صاحب نے جواب دیا کہ میں اس سے دس گنا فائدہ حاصل کر سکتا ہوں۔

نیک چلنی کی بنیاد

گلنگوین صاف دل ہونا اور راست تباری میں ثابت قدم رہنا نیک چلنی کی بنیاد ہے۔ **ڈیوک آف ولنگٹن** صاحب جنگا اصلی نام آر تھر ویلسی ہے یکم می شائع کو تھر ولین واقع ملک آئر لینڈ میں پیدا ہوئے اور شائع میں انتقال فرمایا صاحب موصوف نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے کام کئے چنانچہ واٹر لو کی لڑائی میں انہوں نے میو لین ناپارٹ شکست دی ایک بار کا ذکر ہے کہ انہوں نے ہوس آف لاروس میں جبکہ دی رائٹ آئرلینڈ دوم سر رابرٹ نیل صاحب وزیر اعظم انگلستان کا جو معاملات ملکی میں خوب واقفیت رکھتے تھے اور شائع میں بمقام صوبہ لنگشر پیدا ہوئے شائع میں بمقام لندن انتقال ہوا صاحب متقی کی چلنی کی نسبت بیان کیا کہ جب قدر صاحب مرحوم کی رست تباری اور انصاف پر پیر و ساتا ہوا کسی پر نہیں ہوا۔ صاحب مغفول خلقت کی بہتری کے خواتان رہتے تمام عمر میں ان سے کوئی ایسا امر نہوا جو صداقت سے خالی ہو میں خوب یقین کرتا ہوں کہ کوئی کلمہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایسا نہیں کہا جسکو وہ سچ نہ جانتے ہوں۔ پس یہی باعث ان کے رسوخ پانے

قول فعل میں سچا ہونا

راست چلن کے قول اور فعل دونوں میں صداقت ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ امریکا کے ایک امیر نے گرتول نثار صاحب کو لکھا کہ بیٹے اپنی نیکیوں کے سبب سے لڑکے کا وہی نام رکھا ہے جو میرا نام ہے اس کے جواب میں صاحب موصوف نے لکھا کہ میری درخواست آپ سے یہ ہے کہ اگر ایسی تعلیم دین کہ جو نیک ہدایت یا نصیحت وہ سنے اس پر عمل کرے۔ میرے والد کا جو ظاہر اور باطن میں رستہ بنا اور ایماندار تھے یہی طریقہ تھا بلکہ عمر بھر ان کا یہی اصول رہا۔ کیونکہ جو کوئی اپنی عزت کا لحاظ رکھتا ہے وہ دوسروں کی آبرو کا بھی پاس کرتا ہے اور وہی اس طریقہ کو عمل میں لاتا ہے جو خود ایماندار ہی برتتا ہے اور جسے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اس کو ایک بڑا بہرہ و سوا اپنی رستہ دلی پہ ہوتا ہے

الیور کرامویل صاحب فرزند رابرٹ کرامویل صاحب ۱۸ اپریل ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء میں انتقال کیا اپنی حیات میں یہ صاحب بعد وفات شاد و چارلس اول کے محاط سلطنت انگلستان کے ہوئے ایک رور صاحب موصوف نے بزرگ صاحب سے جو رے چالاک قانون دان تھے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ نے پچھلے دنوں اپنے چلن کے خلاف خوب بندشیں باندھی ہیں مگر آپ یاد رکھیں کہ یہ چالاک ایک دن آپ کو دھوکا دے گی اور راستہ دلی نہیں دے سکتی جس شخصوں کے فعل قول کے مطابق نہیں ہوتے ان کی آبرو نہیں ہوتی اگر وہ حقیقت میں سچ ہیں تو لوگوں کو مشکل سے اعتبار ان کے قول کا ہوتا ہے۔

نیک چلن کا باطن میں نہ نیک ہونا

جو نیک چلن ہیں وہ ظاہر اور باطن میں سچے رہتے ہیں نقل ہے کہ ایک لڑکے سے جس نے

اچھی تسلیم پائی تھی ایک بار کہا گیا کہ تو کیوں نہیں کچھ سلیب پڑھتا کیونکہ تجھ کو کوئی نہیں دیکھتا
 اسے جواب دیا کہ بیشک مجھ کو کوئی نہیں دیکھتا مگر مجھ کو اپنے آپ کو دیکھنا چاہئے میں نہیں
 چاہتا کہ خود کو بد دیا مت دیکھوں گو یہ سادہی مثال اصول و ریاضت کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے
 کہ ایسے ایسے اصولوں سے انسان نیک چٹن بنتا رہے اور جب کو ایسے اصول حاصل نہیں
 ہوتے وہ ریاضت کے وقت بد چلن ہو جاتا ہے اور جب کوئی فعل بد نہیں یا بد دیا متی کا کر
 سے صادر ہوتا ہے تو نتیجہ؟ سکا یہ نکلتا ہے کہ وہ شخص خود اپنی آنکھوں میں حقیر ہو جاتا ہے خواہ وہ
 شخص اس فعل میں کامیاب ہوا ہو یا نہیں خواہ وہ فعل علانیہ ہو یا پوشیدہ و خفیہ
 فعل کے سرزد ہونے سے وہ شخص ویسا نہیں رہتا جیسا اس فعل کے کرنے سے پہلے تھا بلکہ اس وقت
 اس کی ضرورت ہو جاتی ہے کہ دل کی ملامت سے غمگین اور بدچلن بن جاتا ہے۔

چلن کا مضبوط ہونا

چلن انسان کا عادت سے مضبوط ہوتا ہے۔ اسباب میں کیا خوبیاں محقق کا قول ہے کہ انسان کو کئی چیزیں
 میتا سیٹھیوں ساکن اتالی مشہور شاہی شاعر ۱۹۴۷ء میں بمقام روم میں لکھا
 اور اسے عین انتقال کیا اس کا مقور ہے کہ جو کچھ انسان میں پایا جاتا ہے سب عادتوں کا
 اثر ہے یہاں تک کہ نیکی ہی اسی سے علاقہ کرتی ہے۔

جوزف بلر صاحب۔ ایل۔ ایل۔ ڈی مصنف۔ دلائل تہذیبی ۱۹۹۲ء میں پیدا

ہوئے اور جون ۱۹۵۷ء میں وفات پائی صاحب موصوف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ کوئی
 کی عادت کرنی اور لالچ سے بچا برا فائدہ رکھتا ہے اور اس طریقہ سے انسان باسانی نیکی
 ہے۔ جس طرح جسمانی عادتیں بیرون غلوں سے درست ہوتی ہیں اسی طرح طبیعت کی عادتیں
 خیالات۔ فرمانبرداری۔ رہتباری۔ انصاف۔ سخاوت۔ کو عمل میں لاتے یا ان کے

۱۷۰- اے کون میں نیک حدیث اے کا قائدہ

لڑکوں میں جو نیک عادتیں دلی جاتی ہیں ان کے خاندان کے بڑے شمار ہیں۔ بڑوں کی پسند
 لڑکے جلد عادی ہو جاتے ہیں اور جو عادت ان کی پر جاتی ہے وہ تمام عمر ان کے ساتھ رہتی
 ہے جیسے ایک بچہ درخت کی چھال پر حروف کہو دین تو حقیقہً وہ درخت بہتا جاے گا۔
 اسی قدر اس کے ساتھ حروف بھی پیٹتے جائیں گے۔ یہ قول بہت صحیح ہے کہ جیسی جبلی
 عادت لڑکپن میں دلی جاتی ہے وہ بڑے پن میں بھی اُس سے جدا نہیں ہوتی۔
 لارو کلنٹون صاحب نے ایک اپنے پیارے جوان دوست کو نصیحت کی کہ ۲۵ برس کی عمر
 سے پہلے ایک ایسے چلن کو اختیار کرو جو تمہاری زندگی میں کام آئے کیونکہ جب عادت عزم
 ساتھ مضبوط ہو کر ایک چلن بن جاتی ہے تب اُسکو چھوڑ کر دوسرا چلن اختیار کرنا نہایت مشکل ہوتا
 اس لئے بد عادت کے سیکھنے سے اُسکا نہ سیکھنا بہتر ہے ایک بار کا ذکر ہے کہ ایک یونانی بائبل
 سجانے والے نے اُن طلباء سے جنگو کو تروچے کے استادوں نے تعلیم دی تھی المضاعف
 یعنی دو فی فیس لی اس لئے کہ ان کی پرانی عادت چھوڑنے میں یونانی کو برسی دشواری اور
 محنت اُتھانی پڑے۔ حقیقت یہی یہ ہے کہ پرانی عادت کا اُکھیرنا دانت کے اُکھیرنے سے

زیادہ تکلف دیتا ہے۔

اکثر تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جب سست یا بے فکر یا شرابی آدمی کی عادت کے چہرہ اتنے میں کوشش کی گئی ہے تو وہ سب ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ وہ عادت امن کی جان کے ساتھ پیوست ہو جاتی ہے جو کسی طرح پرانہ نہیں ہو سکتی۔

مسترح صاحب فرماتے ہیں کہ سب سے عمدہ عادت خبردارمی کی ہے جو سب عادتوں کو نیک بناتی ہے

خوشی کی عادت ہی نیک ہی ہے

عادت کو انسان کی طبیعت میں اتنا داخل ہے کہ خوشی کی عادت ہی بن سکتی ہے بعض آدمی چیزوں کی خوش اسلوبی اور فائدہ پر نظر رکھتے ہیں اور اکثر لوگوں کے نقصانوں اور قباحتوں کا خیال دوسرا یا کرتے ہیں مگر واکٹر جانسن صاحب کا مقولہ ہے کہ جس شخص کی عادت کسی چیز کے حسن یعنی بہتری یا فائدہ کے دیکھنے کی ہوتی ہے وہ دس ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی سے بھی زیادہ تر خوشی رکھتا ہے اور یہ امر اختیار ہی ہے اور اس عادت کو داناؤں نے خوش خیال میں شمار کیا ہے اور فائدہ اسکا یہ نکالا ہے کہ ایسی عادت سے انسان نیک مزاج بن جاتا ہے اور نیکت تکمیل علم یا لیاقت کے طبیعت اسکی نہایت تسلیم ہو جاتی ہے۔

نیک رویہ کی

جس طرح ذرہ ذرہ سے سوراجوں سے روشنی دکھائی دیتی ہے اسی طرح انسان کا چلن ذرہ ذرہ سے کاموں سے روشن ہو جاتا ہے اسلئے ہر ایک کام کو آبرو اور خوبی سے انجام دینا نیک چلن میں داخل کیا گیا ہے روزمرہ کو یا ایک کہان ہے عادت جسمیں سے خویوں کو چن کر چلن بناتی ہے اور امتحان چلن کا یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے ساتھ کسی طرح پیش آتا ہے۔ اعلیٰ - ادنیٰ برابر دوائے سے اس کے رتبہ کے موافق پیش آنا دوسروں کو اسلئے خوش کرتا ہے کہ

اُس میں اُن کی عزت ہوتی ہے اور اپنے آپ کو بہ نسبت اُن کے دس گونہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔
 اسلئے ہر فرد بشر کو لازم ہے کہ جیسے وہ اور باتوں میں تعلیم پاتے ہیں ویسے ہی نیک رویہ ہوتے ہیں۔
 یہی اپنے آپ کو نیک تعلیم دین کو کسی کے پاس دولت نہو مگر وہ مہربانی اور نیک رویہ کی ضرورت
 سیکھے۔ جس طرح دوستی ہر ایک چیز کی رنگت کو خوش نما ظاہر کرتی ہے اسی طرح انسان کا
 حلم اور نیک رویہ ہونا ہر ایک چیز کو رونق بخشتا ہے۔ جو شخص نیک اور حلیم ہوتا ہے اُس کی حالت
 ظلم و تعدی کی قوت سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور ترقی اُس کی جیسی پوشیدہ ہے کہ عیسےؑ و باب
 گہاس باوجود کمزور ہونے کے اس قدر قوت بالیدگی یعنی برہنہ کی کہنتی ہے کہ وہ پہلون کو
 ہتھاکر زمین سے باہر نکل آتی ہے

خلیق ہونا

اخلاق اور نیک طریقہ زندگی کا انھیں لباس اور بے بہا زیور ہے قانون کی نسبت اُس سے
 زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ قانون اخلاق اور نیک طریقوں کے ظاہر کرنے کے لئے بنا
 جاتے ہیں علاوہ اسکے قانون صرف کسی خاص جگہ رائج ہوتے ہیں اور اخلاق و نیک طریقہ
 ہر ایک جگہ انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ جن میں صرف خلق اور مہربانی ہوتی ہے اُن کا رتبہ
 نیک چلنی سے کم نہیں کیونکہ تمام کاروبار میں دنیا کے خلق ایک برابر اُصولی ہے۔

میری ورتلی لیدی کا نیا نیا صاحب دیوک آف کنگ آف صاحب کی مٹی ۱۹۰۷ء
 میں پیدا ہوئیں اور ۱۹۰۷ء میں انتقال کیا انھوں نے اپنی زندگی میں انتشار کی ایک کتاب
 تصنیف کی جسکو اُن کے منبر لارڈ ورتلی صاحب نے مشہور کیا۔ لیدی صاحبہ کا مقصد
 کہ خلق کے برتاؤ میں کچھ لاگت نہیں ہوتی اور لطف یہ ہے کہ اس سے سب چیزیں حاصل ہوتی
 ہیں سب سے ارزاں یعنی سستی چیز مہربانی ہے جسکے عمل کرنے میں بہت کم تکلف تھا ہی ہوتا ہے

لا رہے ہیں صاحب بیگنا اصلی نام ولیم سیل ہے انگلستان کے میئر تھی اور خزانچی تھی۔
 شائع میں پیدا ہوئے اور شائع میں انتقال کیا صاحب موصوف نے مکہ الیہ تہ کو
 سخت تیشی انگلستان کے زمانے میں یہ نصیحت کی کہ آپ رعیت کے دلوں کو ہاتھ میں لائیں خود
 بخود جان و مال سے آپ کی طرف رجوع ہو جائے گی۔ اگر کوئی کسی کے ساتھ دلی مہربانی نہیں
 آئے جسمیں کچھ بناوٹ اور ملاوٹ نہ ہو تو اس کا نتیجہ نہایت خوشی خشت ہے اس میں کچھ شک نہیں
 کہ فرد و روسی مہربانی دیکھنے میں حقیقت اور بے حقیقت معلوم ہوتی ہے مگر یہ بار بار ہونے سے
 ایک انبار بجاتا ہے تب اس کا فائدہ مفہوم ہوتا ہے جیسے بہار میں ایک منٹ کی کچھ سی قدر
 نہیں ہوتی لیکن ایک برس کے بعد دیکھنے میں اس کی شد و پیمائش ہوجاتی ہے۔

طریق انصاف

گفتگو کا سلیقہ ہر ایک کام کو رونق بخشتا ہے۔ مہربانی کا کام اور کام ایک طریقہ رکھتا ہے جو
 اور کام دونوں کی قدر و قیمت کو برکتا ہے۔ جو کام چھپلا کر یا تیرائی کا ہرگز نہ کہا جاتا ہے وہ مہربانی
 میں داخل نہیں ہے جس شخص اپنے چھپانے پر فخر کیا کرتے ہیں اس میں یہ عجیب انگلی ساری خوب
 اور بیاختوں کو دھنپ لینا ہے یعنی انگلی ساری خوبان سخت کلامی سے مغلوب ہوجاتی ہیں کہ
 کوئی شخص ایسی سخت ضرب سے اپنی عزت کو زخمی کرنا نہیں چاہتا اسی قسم کے نفس نشہ
 ہوتے ہیں کہ وہ اپنی برائی کے سامنے دوسروں کو خیر سمجھتے ہیں اور کوئی موقع اپنی برائی کے
 ظاہر کرتے ہیں۔ یہ چھپوڑتے ہیں ایک دفعہ کا ڈر ہے کہ وہ اکثر اچھے بھی صاحب آف
 آر۔ میں نے بہت دیر جن واکر تھے اور جب کاچھن ظاہر نہ رہا میں میں جو بیکسان تھا وہ چھپو
 نے شائع میں انتقال کیا ایک دو تہد با اختیار عطار کے مکان پر گئے اتفاقاً اس زمانے میں
 رہا تھا لیو کے پہچان میں دے کڑی کا ایک عہدہ خالی تھا عطار نے دیکر صاحب کو دیکر کہہ

خیال کہ میرے پاس سفارش کی درخواست لائے ہیں بڑی سختی سے کہا کہ صاحب میں خیال کرتا ہوں کہ آپ میری سفارش چاہتے ہیں تاکہ اپنی زندگی میں فائدہ اُٹھائیں واکٹر صاحب کو یہ گفتگو نہایت ناگوار گزری اور برسم ہو کر کہا کہ میں سفارش نہیں چاہتا مجھ کو ایک پیسے آنکھیر مول دو کہ میں جلد جانا چاہتا ہوں۔

ملاہٹ اور عالی خاندانی

اگرچہ زیادتی مشق کلفت کی انسان کو فضول گو اور سادہ لوح کر دیتی ہے مگر اُن لوگوں کو جو دوسروں کے ساتھ کاروبار کا معاملہ رکھتے ہیں اسکی نہایت ضرورت پڑتی ہے۔

ملاہٹ اور عالی خاندانی معزز عہدوں پر کامیاب ہونے کا وسیلہ سمجھی جاتی ہے۔ اکثر معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ ان دونوں صفوں سے خالی ہیں اُن کا نتیجہ زیادتی محنت، رہت دلی دیانت داری، چلن کا بہت سی حالتوں میں فنا ہو گیا ہے۔

ایسے آدمی بہت ہی کم ہوتے ہیں جو دوسروں کے سخت مزاحمت کو برداشت کر کے سچی صفات کو دیکھتے ہیں عموماً معلوم ہوا ہے کہ دنیا ظاہری چلن کے متشابہت پسند اور انصاف کرتی ہے

آفاق رائے

دوسروں کی رائے سے اپنی رائے کا متفق کرنا ایک ایسا اچھا طریقہ ہے کہ جس سے بچاؤ کا نظام ہوتا ہے۔ بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ دوسروں کی رائے کو خود کو کسی اور عہدہ پر نہ ہونے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رائے کو چاہے وہ کیسی ہی ناقص ہو اور لوگوں کی رائے پر ترجیح دیتے ہیں خلیفوں کے نزدیک یہ بات بہت قیمتی ہے خود پسندی جیسا انسان میں پائی ہوئی اور مضبوط ہو جاتی ہے تو وہ نہایت جاہل بن جاتا ہے اور سب سے عریض عادت رئیس کی طرح پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کہنے سے ہمارا کچھ یہ مطلب نہیں کہ انسان ہمیشہ ایک دوسرے سے

منتفق رائے رہے بلکہ اصلی غرض اس بیان کی یہ ہے کہ جب کوئی کسی کی رائے کو دیکھ
 تو اسکو تسلیم کرے اور اصول اور رائے نہایت ملائمت کے ساتھ بیان ہو مگر جھگڑا یا سخت
 کلامی زبان پر نہ آئے کیونکہ سخت کلامی کا زخم زہر کی ٹیچی ہوئی تلوار کے زخم کی مانند ہوتا
 ہے۔

سچے خلق کا حاصل ہونا

سچا خلق ہمہ رہائی کے خیالات اور راست دلی سے پیدا ہوتا ہے یہ کچھ ضرور نہیں کہ کسی
 صفتیں کسی خاص عہد و دور یا ذمی رتبہ ہی میں پائی جائیں بلکہ یہ صفتیں جس طرح ایک
 امیر میں پائی جائیں گی اسی طرح ایک غریب مزدور میں بھی ہوں گی خداوند تعالیٰ کی
 قدرت نے اعلیٰ اور فی ہر غریب کو ان صفتوں سے محروم نہیں رکھا اور ان صفتوں
 کے اختیار کرتے ہیں سوائے فائدے کے کسی کا کچھ نقصان نہیں ہے۔ جو شخص محنتی ہے
 اسکی محنت کے ساتھ یہ شرط لازم نہیں ہے کہ وہ سخت اور بد مزاج ہو۔ حقیقت میں
 سچا شہر بہت دانی ہمت بھی ہوتا ہے۔

عقل پرستی جو بصورتی اور لباس کی نسبت ٹیک چلنی اور راست دلی کی قدر زیادہ
 کرتے ہیں تو دونوں جاپوں کی نظروں میں سوائے معلوم ہونے ہیں مگر پہرہ سب کی ٹانگوں
 میں عزیز نہیں ہوتا۔

محنت اور خلق کا نتیجہ

دیکھو اور چاروں گزراتے۔ مانگن صوبہ انوریشٹر ایک کسان کے بیٹے تھے اتفاقاً زمانہ کی گردش
 سے یکا یک غریب ہو گئے یہاں تک کہ دس سالے زراعت کے ہی زمین انکے قبضہ میں نہ رہی آخر کار
 وہ تاجپار ہو کر تین چار لاکھ مالوں کے مالک کی تلاش میں اپنے شہر سے باہر نکلے اور

حیوہ کی جانب سفر کرتے کرتے بارے واقعہ لیکچر میں پہنچے اور ولیمسلی کے قریب جو ایک
 بہار تھا اس پر چڑھ کر ملک کو چاروں طرف دیکھنے لگے دریائے اروہل سے دریچہ پیار کی گھاٹیوں
 میں نظر آیا جو کوہ ومان بالکل اجنبی تھے یعنی انکو معلوم نہ تھا کہ کس طرف کو جاویں اس
 ۱ نہوں نے ایک لائہی کہری کی اور اس بات پر اتفاق کیا کہ حیطر ف یہ لائہی گرے گی
 اس طرف کو ہم جاویں گے اور اس طرف جانے سے خدا ہماری بہتری کرے گا چنانچہ
 ۲ نہوں نے ایسا ہی کیا کہ ایک گاون میں جو بہت دور نہ تھا ہینچکر ایک چہا پہ خانہ میں نوکری
 اختیار کی اور اپنی محنت - دیانت - راست دلی - سے اپنے آقا کو خوش کر کے درجہ بدرجہ
 ترقی پائی اور اس عرصہ میں دو نوں لڑکے ہی اسکے ایسے ہوشیار ہو گئے کہ اپنا کام آپ
 سنبھالنے لگے غرض کہ تھوڑی مدت بعد وہ کسان اپنی محنت اور نیک صفتوں کے باعث
 ۳ ایسے دولت مند اور معزز ہو گئے کہ سب انکی تعظیم کرنے لگے اور ان کے چہا پہ خانہ اور روٹی کی
 کلون کے کارخانہ سے بہت سے غریبوں کی پرورش ہونے لگی علاوہ اسکے انہوں نے غرض
 فیض سانی رفاد عام کے مکانات اور مدرسے تعمیر کرائے اور اپنے گروہ کے غریب آدمیوں
 مقدور تک بہت فائدہ پہنچایا اور ایک بڑا برج اس بہار پر چہاں انہوں نے لائہی شگون
 لینے کے لئے کہری کی تھی تو بایا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ منچہتر کے سودا گرتے ایک مضمون توہین آمیز نسبت مستر گرائٹ اور
 ولیم کے چیدہ پاجیب انکو اس بات کی خبر نہی تھی ولیم صاحب بوئے کہ ہمکو اس سے
 ہزارہ ہونا سچا ہے وہ ضرور اپنی زندگی میں کبھی ایسی باتوں سے توہم کرے گا سو اگر
 نے ولیم کا یہ مقولہ سنا کہ کہا کہ وہ جانتے ہوں گے کہ کبھی میں انکا قصد ارہو جاؤں گا
 سو اس سے میں خوب خبردار اور ہوشیار ہوں گا زمانہ کے اتفاقات سے کسی برس بعد

اس سوداگر کو اس قدر نقصان سوداگری میں پہنچا کہ وہ نہایت غریب ہو گیا اور جو کہ وہاں
 یہ دستور تھا کہ جس وقت کوئی سوداگر غریب ہو جاتا تھا تو پیر و پنا سوداگری کا کاروبار
 جاری کرینے کے لئے حسب تک معزز سوداگروں کی سند دستخط یا مہر ہی حاصل نہ کر لیتا تھا
 تب تک اس کا کام جاری نہ ہوتا تھا اس لئے وہ سوداگری بات یاد کر کے کہ بیٹے ایک زمانہ میں مستر
 گرانٹ کی چوچھو پائی تھی اس کی سند حاصل کرتے سے ناامید ہوا یعنی اس کو یہ خیال گزرا
 مستر گرانٹ توہین کے بدلے میرے سارے فکارت پر دستخط نہ کریں گے اگرچہ ایسے ایسے دوسرے
 اس کے دل پر گزرتے تھے مگر اس کی غریبی اور عیال داری اس کو مجبور کرتی تھی آخر کار ناچار
 ہو کر اسے سند پر دستخط کرنے کی مستر گرانٹ سے التجا کی اور اپنا سارا حال بیان کیا مستر
 گرانٹ نے یہ سب قصہ سنکر فرمایا کہ آپ نے ایک مرتبہ ہماری نسبت توہین کا مضمون چھپوایا
 تھا مگر میں ایک ایماندار سوداگر کی سند پر دستخط کرنے سے انکار نہیں کرتا اور بیشک کہہ ہی آپ کو
 برائی نہیں سنی یہ کہہ کر اس کی سند پر دستخط کر دئے اس وقت اس سوداگر کا عجیب حال تھا
 کہ کہہ اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ کاش وہ مضمون آگ میں جل جاتا اور کہہ مستر گرانٹ
 کی مہربانی کو یاد کر کے زار زار روتا تھا۔ اس وقت صاحب موصوف نے فرمایا کہ کیوں صاحب نے
 فرمایا کہ میرا کہنا سچ ہوا کہ ایسی باتوں سے آپ ایک روز تو یہ کریں گے اور یہ بات کچھ ہم کا
 کی نہ تھی جیسا آپ سمجھتے تھے بلکہ مطلب میرے اس کہنے کا یہ تھا کہ ایک روز آپ ہلکے پھلکے
 گے اور ہماری اینداز سانی سے پچھتائیں گے یہ سنکر سوداگر بولا کہ فی الحقیقت مجھے یہ
 میرا قصور ہوا میں آپ سے اس کی معافی چاہتا ہوں اور آئندہ کے لئے دل سے توہین
 کرتا ہوں صاحب نے یہ سنکر کہا کہ اچھا اچھا مگر آپ یہ تو کہہیں کہ اب اپنی سوداگری کا
 سلسلہ آپ کیونکر جاری کریں گے اور کس طرح سے صورت اوقات بسر ہی کی ہوگی؟

جواب دیا کہ اپنے دوستوں کی مدد سے کارروائی کی صورت کو بن گا صاحب نے پوچھا کہ اگر
 عرصہ میں تمہارے ہاں بچے کس طرح پرورش پائیں گے سو را کر بولا کہ جب تک فرس ادا
 نہ ہو گا تب تک انکو کھانے پینے کی تکلیف رہے گی یہ کہ کوئی صورت آسانی کی محل آج کل صاحب
 موصوف نے یہ سفر فرمایا کہ اسے عزیز ایسا نہیں ہے کیا کہ تمہاری بی بی اور بچے اس طرح
 پر تکلیف اٹھائیں تم میری کر کے سزا دینا کی سزا ہی مجھے دینا ہے " یعنی بی بی کو دوسرا
 نہ چاہئے اپنی بہت بلند رکھو اور مردانگی سے کام کرو تمہیں۔ جسے کہ تمہارے ہاں بہت کم ہو گا
 اس میری سزا دلا کر دلی استغاثہ ہو گیا کہ وہ کلمات شکر گزاری کی بجائے یہی اسی طرح اپنی
 زبان سے ادا کرے گا اور نہ زیادہ شہرے کی کتاب لار کا انجام کار سو روپیہ۔ اور بچوں کی ماں
 مومن و نام کر دتا اور چکیاں لیتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔

مستر چارلس و کمینس شہر بورٹس مونسٹر میں شائع میں پیدا ہوئے اور درجہ فضا کا
 حاصل کر کے شائع میں جہم انبار بنے یعنی انہوں نے ایک اخبار دیلی ہوز نام جاری کیا
 کسی کتاب میں ہی بنائیں انکا مقولہ ہے کہ سب میں چرچیل اور ان کے بہائیوں کے چال
 چلن کی نسبت کہنے کو علم آتا ہوں تو یہ اتنا یاد رکھو مستر گرانٹ صاحب اور ان کے بہائیوں کو
 محنت اور خلق کا مال یاد آجاتا ہے۔

شرافت کا رتبہ

سچا شریف وہی ہے کہ جسکی بنیاد حمد و ثنایوں پر رکھی گئی ہے۔ شرافت کا نام برا ہے ہر
 ہر ایک مجلس میں شریف کا رتبہ ہی زیادہ ہوتا ہے۔

ایک ضعیف و انسانی سپہ سالار کا مقولہ ہے کہ شریف عموماً و خصوصاً خطرہ اور حاجت
 میں بھی شریف ہی رہتا ہے شرافت اتنا برا رتبہ کہہنی ہے کہ خلیق شخص ہی اسکی تعظیم کرتے

ہیں۔ نامی لوگوں کو گو کوئی نمائے مگر شریف کو ضرور سب مائیں کے شرف کچھ وضع اور طرح پر
 منسجم نہیں اسکی بنیاد اخلاق پر قائم کی گئی ہے جمہیں ذاتی صفات میں ہونی چاہئیں۔
حضرت داؤد زبور شریف میں لکھتے ہیں کہ شریف آدمی وہ ہے جسکا چلن سیدنا ہے۔
 رہنمائی اُسکا کام ہے سچائی اُسکے دل میں ہوتی ہے۔

ہمدردی

شریف آدمی اپنی عزت کے واسطے لحاظ کیا جاتا ہے۔ دروہنجسی اور چین کی اُسکو نرمی قدر میں
 ہے صرف ظاہر داری ہی کو وہ پسند نہیں کرتا بلکہ وہ اُس بات کو پسندیدہ سمجھتا ہے جس کو
 دل قبول کرتا ہے۔ جیسا وہ اپنے آپ کو بناتا ہے۔ جیسا ہی دوسروں کو بھی پہچانتا ہے سمجھتا
 ہے۔ دروہ اسکے دل میں ہوتا ہے جس سے وہ فقو اور مہربانی اور فیاضی کے کام کرتا ہے۔

دراؤد زبور فقیر لکھ صاحب خلف دیوک آفیشہ صاحب ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء
 کو پیدا ہوئے اور ۱۳ جون ۱۹۱۷ء میں وفات پائی ایک بار کا ذکر ہے کہ صاحب موصوف نے
 ملک کینڈا کا سفر کیا رسنہ میں آئے ہیں نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے خاوند کا بوجھ لے ہوئے
 باقی ہے مگر بوجھ کے مارے گری پڑتی ہے اور خاوند پر جو ساتھ تھا کچھ بوجھ نہیں ہے صاحب نے
 یہ دیکھ کر غصے سے اُسکا بوجھ اپنے کندھے پر اٹھایا اور اُسکو مصیبت سے بچایا۔ پس سمجھنا
 چاہئے کہ یہ تمثیل سچی مہربانی کی ہے۔ جسکو اہل قرآن دلی شفقت کہتے ہیں

شریف کا رشوت نہ لینا

بہتے شریف شخص کو اپنی عزت کا بہت خیال رہتا ہے اسلئے وہ ہر ایک کیلئے یعنی برے کاموں سے
 باز رہ کر رہتا ہے۔ دیانت داری اُسکی گفتگو اور کام میں ہوتی ہے۔ کبھی وہ راستی سے
 جدا نہیں ہوتا دینا دینا ہمیشہ گفتگو میں صاف رہتا ہے جو شریف ہے وہ کبھی رشوت کے

پاس نہیں پہنکتا رشوت صرف وہی لوگ لیتے ہیں جبکہ اخلاق کے اصولوں سے واقفیت نہیں اور اپنے آپ کو ان خریداروں کے ماتھے چھتے ہیں جو خاطر خواہ نفع اٹھاتے ہیں جو تاس ہنومی صاحب مشہور فیاض سوداگر اور سیاح شائع میں پیدا ہوئے شائع میں انتقال کیا۔ نادر شاہ کے زمانہ میں فارس کو بھی گئے تھے جب یہ صاحب کمیشن کے کٹر ہوئے انہوں نے کبھی کسی طرح کا کوئی تحفہ تھمیکہ داروں وغیرہ سے نہ لیا کہ انصاف کے وقت مروت شاید نہ آجائے

۱۲ اگست ۱۸۸۷ء میں انگریزوں اور مرہٹوں کے درمیان جب لڑائی ہوئی اور سر کرپلر ہیلی صاحب عرف دیوک آف ونلنگٹن نے فتح پائی تو اس کے چند روز بعد ایک دن صبح کے وقت ریا حیدر آباد کا وزیر اعظم صاحب موصوف کے پاس یہ باجر اپوشیدہ دریافت کرنے آیا کہ مرہٹوں اور نواب صاحب حیدر آباد کے درمیان جو صلح نامہ ہوا ہے اس میں کون کون سی شرطیں نواب صاحب کے فائدے کی ہیں اور اس امر کی آگاہی کے عوض میں دس لاکھ روپیہ سے زیادہ دینے کا اقرار کیا صاحب یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش وزیر کی صورت دیکھتے رہے پھر فرمایا آپ اس بات کو کسی سے کہیں گے تو نہیں وزیر نے اقرار کیا کہ میں ہرگز کسی سے نہیں کہوں گا۔ صاحب موصوف نے اس وقت مسکرا کر فرمایا کہ آپ ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرتے ہیں یہ کہ کر وزیر صاحب کو رخصت کیا

سوچو تو یہ امر انکی برسی عزت کا باعث ہوا کیونکہ صاحب موصوف جب ہندوستان میں کامیاب ہوئے تھے تو انکو وہ اختیار حاصل تھا کہ اگر چاہتے تو اس طرح سے بہت سی دولت جمع کر لیتے مگر انہوں نے برخلاف اسکے ایک پیسہ بھی نہیں لیا انگلستان کو غرب آدمیوں کی مانند واپس گئے علیٰ ہذا القیاس صاحب موصوف کے ایک رشتہ دار مارکوس ویلیلی صاحب نے جب میسور کی

اگر ان کی فتح کی تو وہ اگر کثرتِ دولت ایسا نہ کیا کہنی نے ان کو دس لاکھ روپیہ دینا چاہا مگر انہوں نے یہ کہہ کر کہ مجھ کو یہ نسبت اپنے سپاہیوں کا برا خیال ہے روپیہ لینے سے انکار کیا۔

شیر قون کی صفتیں

یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ شرافت کے ساتھ دولت اور رتبہ ہی شرط ہو کیونکہ غریب آدمی بھی اپنے روزِ مرہ کے چلن میں شریف ہو سکتا ہے۔ دیانت داری۔ سچائی۔ انصاف پسندی خلق ہونا۔ قائم قراجی۔ بلند ہمتی۔ اپنی عزت کا لحاظ۔ اپنی مدد کرنی یہ سب صفتیں جن کو حاصل ہیں وہ بھی شریف ہیں۔ اگر یہ تعریفیں کسی غریب میں پائی جائیں تو وہ اس امیر سے بہتر ہے جو ان لوگوں سے محروم ہے اس محل پر پولوس صاحب فرماتے ہیں کہ غریب آدمی کے پاس گو کچھ دولت نہیں لیکن خوبی زندگی کی اس کو حاصل ہے۔ امیر کے پاس اگرچہ ساری چیزیں موجود ہوتی ہیں مگر صرف شرافت کی صفات کے نہ ہونے سے اس کو لطفتِ زندگی نہیں حاصل ہوتا غریب شریف ایک چیز کی امید کر سکتا ہے اور کسی سے دُعا نہیں برخلاف اسکے دولت مند کوئی امید نہیں کر سکتا ساری باتوں سے خوفناک رہتا ہے اگرچہ کسی کے پاس سے دولت جاتی رہی ہو لیکن ہمسیرِ ہمت۔ خوشی۔ امید۔ نافرمانی۔ ابرو۔ باقی ہو تو وہ شخص وحیثیت دولت مند ہے کیونکہ دنیا میں لوگوں کو اس کا اتنا نہیں اسلئے وہ سچا شریف گنا جانے گا

غریب میں ان کے ساتھ حرمت کا ہونا

اکثر جرأت اور شرافت غریب آدمیوں میں پائی جاتی ہے گویا حرات شرافت کا ایک جزو ہے چنانچہ صداقت اس بات کا ایک پورائی تمثیل ہے ظاہر ہوتی ہے نقل ہے کہ دریا سے پانی جو لمبا رہی میں بہتا ہے ایک بار اس قدر چڑھ گیا کہ اس کے صدمہ سے درونا کھل گیا یہ گویا صرف ایک دریا نہ تھا بلکہ فتنہ رفتہ رفتہ وہی دریا بڑھوٹے لگا اور اس درمیان ایک مگ

ہیسا ہوا تھا کہ جہاں بہت سی آدمی کہڑیوں کے اندر سے سر نکال کر لب دریا کے کہڑے بہرے سے راست
آرمیوں سے اپنی جان بچانے کی درخواست کر رہے تھے یہ حال دیکھ کر کوٹ اسپال دیشی صاحب
نے فرمایا کہ جو کوئی ان لوگوں کو دیکھتا ہے بچاؤ کے واسطے کہ اس کو دیکھتا ہے بچاؤ
ایک جوان کسان اس مجمع میں سے علیحدہ ہو کر کشتی سے روانہ ہوا تھا اور ان لوگوں کو دیکھتا
صحیح سلامت کنارہ پر لے آیا اس وقت کوٹ اسپال دیشی صاحب نے فرمایا کہ بچاؤ کے واسطے کہ اس کو دیکھتا ہے
روپیہ دینا چاہتا ہوں کہ اس بھادر جوان نے روپیہ کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنی جان بچاؤ
نہیں چاہتا ہوں کہ آپ یہ روپیہ ان لوگوں کو دین کی حاجت مجھے زیادہ ہے۔ اس سے متاثر
ہوئے کہ گو وہ شخص ایک غریب کسان تھا مگر شرف اس میں مؤید تھی۔

نیک پادشاہوں کو رعیت کا خیال ہوتا ہے

مستور لیمبر کلی ترنیل صاحب شیخ والٹر ترنیل صاحب کے ساتھ جہاں پہاڑیوں کے
علم تواریخ میں خوب مہارت ہم پہنچائی چنانچہ صاحب ہونے والے ملک اشتریا کے حالات میں ایک
کتاب بنانی حسین وہ لکھتے ہیں کہ وہاں کی رعیت اپنے پادشاہ کے نیک ہونے سے نہایت احسان
تھی ایک روز کا ذکر ہے کہ دارالخلافہ شہر وینا میں سرحد کی شدت ہوئی اس زمانے میں پادشاہ
وہاں کے فرانسن صاحب تھے جب کا دستور تھا کہ ایک صاحب کے ساتھ رہا گیا کی نگہانی میں
لے گئی کو چون میں برابر پہاڑ کرتے تھے۔ ایک دن جب پادشاہ صاحب گشت میں تھے تو کہا دیکھو
کہ رعیت میں سے کسی کا جنازہ صرف ایک شخص کی ہمراہی میں جاتا ہے پادشاہ نے دریافت کیا کہ
کیس کا جنازہ ہے جس کے ساتھ صرف ایک ہی آدمی جاتا ہے جنازے کے ہمراہی نے بیان کیا کہ میرے
ایک غریب آدمی مر گیا ہے اس مرض کے در سے متوفی کے رشتہ داروں نے جنازہ کا ساتھ نہیں
دیا پادشاہ نے فرمایا کہ اس کے رشتہ داروں کے بدلے میں اس کو دفن کروں گا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میری

تہا تہا سے کوئی غریب آدمی نیکو رہا ہے اور اس کی تعظیم ہو رہی ہے یا دشا و صا
 موسیٰ و مدینہ کے ساتھ گئے اور وہاں ننگے سر پہرے ہو کر میت کی ساری سیدیں
 کیسے بنیں کہ بری عزت کے ساتھ بادشاہ صاحب کی توجہ سے اس غریب آدمی کی نعش قریب ہوئی
 اسی نعش پر ایک اور نکل ہے کہ دو غریب آدمی ملک اسپین کے رہنے والے فرانس کے دارالہندہ
 پیرس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک جنازہ جاتا ہے چمکے ہوئے نعش پر نہایت کد اوقات
 متوفی کے گئے تھے جی ساتھ رہنے سے پہلو تھی کیا ہے اور مزید سے بران اندر میرا ہو رہے ہیں
 نہ مرثیہ کا برس رہا ہے۔ یہ حال کیسی کا دیکھ کر ان دونوں نیک آدمیوں کا دل قابو میں
 نہ رہ سکا یہ اختیار ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ افسوس ایسے وقت میں اس جنازہ کے
 ساتھ کوئی ہی جان آدمی ہم تم ساتھ چلیں اور اسے دفن کر دیں چنانچہ وہ دونوں نیک آدمی
 ننگے سر اس کے ساتھ گئے اور لحد ادا کر کے سب رسموں کے میت کو دفن کیا پس نیک بادشاہ
 اپنی عزت کا اور نیک لوگ اپنی ہم جنسی کا بڑا خیال رکھتے ہیں حقیقت میں اس صفت سے
 انسان نہایت نیک گنا جاتا ہے۔

استبازی سب بڑا تر ہے

شریف لوگ استبازی یعنی سچائی کو نہایت پسند کرتے ہیں کیونکہ سچے شریف خوب جانتے ہیں کہ
 زبان کی سچائی سے سارے کاروبار کی درستی ہوتی ہے۔

لازد قلع دار مرستہ خوب صاحب جہ فیلڈ کے ایرل ماہ ستمبر ۱۹۹۱ء میں پیدا ہوئے
 ہم ۲۰۱۱ء کے شش ماہ کو وفات پائی ان کا مقولہ ہے کہ استبازی نے دنیا میں جھگڑا کیا ہے
 سچائی میری قوم کو نہایت پسند ہے۔

دیوکل آف ویلنگٹن صاحب کو جہوت سے نہایت نفرت تھی جب انگریزوں کی۔

فرانسیسوں سے لڑائی ہوئی تو صاحب موصوف نے فرانسیسی فوج کے ایک سردار افسر کو رینج لکھ بیجا کر انگریز علاوہ ہوا دوسری کہ ایک بڑی بات یعنی بیجائی بھی رکھتے ہیں چہرہ انہیں بڑا فخر ہے پس جب انگریزی افسروں نے عہد کر لیا ہے کہ ہم نمایاں بہا لکھیں گے تو تم میرے اور ان کے کھنے کا یقین لاؤ اور اس کے وعدہ کو سچا سمجھو وہ اپنے عہد کو کبھی نہ توڑیں گے اور انگریز افسر کا ایک کلمہ سپاہیوں کی نگرانی کی نسبت زیادہ حفاظت کرتا ہے۔

بھادری و شرافت کا ساتھ ہوتا

بھادری اور شرافت دونوں ساتھ ہوتی ہیں جو شخص حقیقت میں بھادری ہوتا ہے وہ خلق اور عادت عموماً کی رکھتا ہے غلام سے نفرت کرتا ہے۔

سرجان قرنگل صاحب جو شائع میں وندیاں کے گورنر ہوئے اور جنہوں نے میری بارہ شمالی کا سفر اختیار کیا کہ جس سے وہ پہر واپس ہو کر آئے شائع میں سرفی ایل کلنگ صاحب انکی یہ خبر لائے کہ صاحب موصوف کا وطن انتقال ہو گیا رپری صاحب صاحب متونی کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ ایسے شخص تھے کہ جتنے بھی انہوں نے کسی خطرہ سے منہ نہیں مورا اور رحم دلی انہیں اتنی تھی کہ مہر تک کا ستانا بھی پسند نہ کرتے تھے۔

مقام ایل بادون واقع ملک اسپین میں سب لڑائی ہو رہی تھی تب ایک فرانسیسی افسر سے سچی شرافت ظہور میں آئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ لڑائی کے میدان میں افسر صاحب موصوف نے سرفیٹن ہروی صاحب پر تلوار کا وار کرنا چاہا مگر جب افسر صاحب کو معلوم ہو گیا کہ سرفیٹن صاحب صرف ایک ہی بازو اپنے جسم میں رکھتے ہیں یعنی دوسرا ہاتھ انکا تار رہے تو فوراً انہوں نے تلوار کو روک کر پیچ وال دیا اور سلامی اتار کر وٹان سے چل وکے کہو کہ انکی بھادری کی تعریف مناسب اس قدر تھا کہ ان میں دونوں ہاتھ کا بول کر ایک ہاتھ والے آدمی سے بڑا تلوار کا ہاتھ اتارنا کہ ان

۳۱ انگریزوں کی بہادری اور شرافت

اہل انگلینڈ بڑے بہادر اور شریف ہیں جان کا خوف نہ کرنا اور دوستوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا یہ دونوں صفات ان میں ایسی ہیں کہ تواریخوں میں یہی جنکا نظیر نہیں چنانچہ قسطنطین اسکی سیستوپال کی لڑائی سے ہو سکتی ہے دیکھو جب نیکولس روس کے بادشاہ نے چاہا کہ ترکستان یعنی روم واقع دریائے دنیوب کے حدود کو اپنے قبضہ میں لائے تب انگلستان اور فرانس نے جو ان دونوں صفتوں سے متصف ہیں اپنا ارادہ ظاہر کیا جسے شکستہ میں بڑے مضبوط روسی قلعہ سیستوپال کو جو کریمیا میں واقع ہے محاصرہ کر لیا اور دو تہری خونریز لڑائیاں ایک مقام بلک لاوائین اور دوسری انکرین میں ہوئیں اور بعد محاصرہ بارہ مہینے کے آخر کار ۱۸۵۴ء میں قلعے کی جانب جنوب سے اہل انگلینڈ اور فرانس نے حملہ کر کے فتح حاصل کی مگر جب روس کے بادشاہ نے وفات پائی اور ان کی جگہ شاہ الکزندہ یعنی بادشاہ حال تخت پر بیٹھا تو انہوں نے صلح کی۔ پس یہی بدبخت ناک قلعے کے فتح کرنے سے ظاہر ہے کہ اہل انگلینڈ اور فرانس نے اپنے بزرگوں کے چلن کی موافق عمل کیا۔

شائع میں بھی ہندوستان کے اندر اہل انگلینڈ کی بہادری کی حقیقتیں خاص و عام پر ظاہر ہو چکی ہیں نیل صاحب کا مقام کانپور پر کوچ کرنا ہولک صاحب کا لکھنؤ پہنچنا انگریزی افروں کو سپاہیوں کو دل سے یہ خواہش کرنی کہ جس طرح ممکن ہو ہمیں صاحبوں اور بچوں کو بچائے۔ اور ترم صاحب کا اپنے تخت کے افسر ہولک صاحب کو لکھنؤ کے اوپر حملہ کرنے کی اجازت منیہ بادری سدنی صاحب کی شجاعت سے کم نہیں اور انکو خطاب بی آر آف انڈیا یعنی بڑے بہادر شہید دیا گیا اور حقیقت اسی کے لائق تھے۔ ہنری لارنس صاحب شریف اور بہادر کامرے وقت یہ وصیت کرنا کہ میرے تجزیہ نگار بن کچھ دھوم دھام بجے وغیرہ کی نکرناچ چاپ سپاہیوں کے سامنے

دفع کر دینا سکا لکھن کیمیل صاحب کا محصورین کو لکھنؤ کے چہرے کی برسر زمین برسی اور مذہبی
 تمامہ کرنی دستورات انگریزی اور بچوں کو ایسے تازہ وقت میں کہ جب دشمن حملہ کرتے تھے کانپور میں
 لانا اور خبر داری سے انکو پل پر سے اتار کر صحیح و سلامت اور آباد کے رہنے پر پہنچانا اور وہاں سے سب
 موصوف کا سبکی کی مانند گوالیار کے باغیوں پر حملہ کرنا۔ ایسے واقعے ہیں کہ تواریخوں میں جنگا نامی ہیں
 غرض کہ انگریزوں کو ان کی قوم کی ایسی ایسی باتوں نے مضحکہ کیات ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
 سچی بہادری انگریزوں میں اتنے موجود ہے۔

یوہن سپاہیوں کا بچوں کی سند غریب ناما

شش ماہ میں جب انگریزی سپاہی دشمنوں کے ہاتھ سے رنج ہو کر آگرہ کے قلعے میں لائے گئے تھے انکی
 خبر گیری اور پرورش کے لئے انگریزی دستورات میں متعین ہوئے مگر اگرچہ وہ برس بہار اور چھپے تھے مگر
 مسوقت اٹھا چلن میاں عصمت دستورات کے بچوں کی مانند نہا یعنی اسد م کوئی ایسا سخت کلمہ
 اٹھا نہ میں نہ آیا جو کسی کو ناگوار کرتا یا تہذیب کے خلاف ہوتا جب امن ہو اتب ان سے یہاں
 نے جو زندہ رہے تھے ان میں صاحبوں کو مع انکی آیاؤں کے تاج گننے کے اس واقعہ آئے ہوں کہ
 اور باجا بجا یا اور اپنی ملکی شریف عورتوں کا جنہوں نے حالت مجبوری میں انکے لباس پہننے کی
 تیر گیری کی تھی تھرے ہو کر شکر ادا کیا اور اسی طرح سیکھو شری کے پستان میں سپاہیانہ نے
 شکر گزاری ظاہر کی

شریف بچوں اور عورتوں کو اپنی زبان پر یاد دہیز رکھتے ہیں

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

ہو کر پہلے پہلے اور پھر سب ہی نہ ہو۔ فرقہ کے کٹاوتے کٹاوتے آتا تھا اور ایک رات کے جب سب
 سوئے تھے اُسے ایک چپے ہوئے چارز کی چپان سے ٹکڑے کٹاوتے اور ٹوٹ گیا تب چارز کے لوگوں کو
 مہاجروں پر ایسا جھڑپ کر دیا کہ چارز کے بچے ہی سب سے پہلی مسلح اور تیار ہو کر میرے پر ہارے
 ہوئے اُس وقت سب کی ایسی سیاحت ہستیوں جوئی کہ عورتوں اور بچوں کو بچانا چاہتے اسلئے
 سب سے عورتوں اور بچوں کو نکال کر ان کشتیوں میں جو جہازوں کے ساتھ رہتی ہیں سوار
 کر دیا کشتیاں ویاں سے روانہ ہوئیں تب چارز کے ٹوٹے اُسے کہا کہ تم میں سے جو کوئی تیر
 سو ویشیوں کو کچل کر اپنی جان بچاے یہ سکرانا ٹاٹا ملندے کے پٹیاں : مت صاحب بہادر نے
 کہا کہ اگر تم لوگ تیر کر ان کشتیوں کو کچل دے گے تو وزن کے سبب عورتوں اور بچوں کی کشتیاں
 بھی دریا میں گرائیں گی اس بات کے سننے سے سب بہادر سپاہی خاموش کھڑے رہے اگرچہ کسی کو
 اپنے بچنے کی امید تھی مگر کسی نے اس امر کی پروا نہ کی اور اپنی زبان سے اُن تک نہ نکالی
 میرا بہرے سب سے پہلے نکلا کہ وہ جہاز غرق ہوا اور جب اُن سب سے پہلے عورتوں کی ٹوٹ پانی کی
 تہ میں پہنچنے کی آئی تو انہوں نے بہادری کی خوشی میں اپنی اپنی بند و قوت کے قیر کے بعد
 پانی ان کے سروں کے اور پھر گایا جہاز کے ساتھ سب کے سب دھوبے گئے پٹیاں رات : ماہ
 انہیں زندہ دیکھے انہوں نے ہاجرا بیان کیا پس بہادر اور شریف لوگوں نے عزت اور عطا کو کی طرح قانہیں لکے
 ایسی شہیدانہ شہادت کے لئے انکی ہڈیاں باقی ہے جو حقیقت ہیں : مذنی عادت فی دنیا ہے۔

شہیدانہ چپان

شہادت کے چبانے کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ شریف کیونکر اپنے اُستاد کو
 رکھتا ہے عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ اُسکا چلن کیسا ہے افسرین سپاہی سے : آقا اپنے
 فوکر سے : اُستاد اپنے شاگرد سے : زور آور کم زور سے کس طرح پیش آتا ہے : انصاف : عفو :

پیدا ہوئے اور پچاس سال میں جب مقام بلوکر میں جو اسکندریا کے شرق میں واقع ہے لڑائی
 ہوئی تو صاحب موصوف رضی ہو گئے جب انکو چار غور و اینٹ پر لائے تب خون کی تکلیف
 زیادہ ہونے لگی اسلئے ایک سپاہی کا کبیل اُنکے سر کے نیچے رکھ دیا گیا تاکہ اُن کو آرام
 ملے اسوقت صاحب ممدوح نے پوچھا کہ میرے سر کے تنکے کیا رکھا ہے لانے والے نے بیا
 کیا کہ ایک سپاہی کا کبیل ہے صاحب نے نصف دھڑ کو اُٹھا کر نام سپاہی کا دریافت
 کیا جواب ملا کہ ۲۲ رپشن کے دکن راسی سپاہی کا ہے یہ سنکر صاحب نے فرمایا کہ یہی
 اس سپاہی کو کبیل دید و غور کا مقام ہے کہ صاحب نے جان کنی کی حالت میں بھی یہی
 کی تکلیف کو اپنے آرام پر فوق ندیا حقیقت میں یہ چلن اٹکا۔ مرقی صاحب کے شریف
 چلن سے کہ نہ تھا۔

سدر قلب سدر فی سدر صاحب ملکہ ایتھ کے زیادہ میں بری مشہور رہا اور ہوسے پن
 سدر سدر کو چار ہرست واقع کینٹ میں پیدا ہوئے اور ۱۱ اکتوبر ۱۸۷۷ء میں صاحب موصوف
 کے تھیں میں ایک لڑکی جس کا نام سدر ہے اُنکا گھنا ٹوٹ گیا اور گولی اُنکی ران میں تر
 گزرتی رہی۔ یہ سدر آخری چہرہ ان ظاہر کی کہ پیشے کے لئے پیاس کی شدت میں
 اپنا نام بھرتی ہوئے۔ وہ بڑھاپا گیا تاکہ اُنکی نگاہ ایک تیزی سپاہی پر پڑی جو پیاس کے
 مارے سے نہ رہتا تھا۔ صاحب موصوف نے سپاہی کو بے کل دیکھ کر بات نہ پیا اور فرمایا کہ یہ
 اپنی سدر نفس کو دوسرے بہت زیادہ پیاسا ہے یہ واقع مقام رتھن میں واقع ہوا۔

مختصر صفات شرف

تمام سدر صاحب نے شریف کے چلن کو وقت میان حال سرنس و ریک
 صاحب کے مختصر چند لفظوں میں یوں ظاہر فرمایا کہ صاحب موصوف اپنی زندگی میں پاک

دستور العمل میں بہت بار لکھوین ہے اپنے ہاتھ لکھ کر چمک دلی سے تھامنا لکھتے رہتے ہیں
اپنے معاملوں میں کسی کی خبر داری پر بہرہ دار نہ رہا کرتے تھے چاہے ان کے ساتھ ہی معتمد اور ان کے
کوئی کیوں نہ ہو خصوصاً سے دتر کے تھے محنت سے انکار نہ تھا چنانچہ بہار میں بہرہ دار کے درکار
ہوئی تھی وہاں وہ کسی دوسرے پر اپنا کام سنبھالنا نہ دیتے تھے ان کے ہاتھ لکھتے تھے
تمام ہجو کی یہ کتاب تصنیف کی تھی **سید محمد حسین** صاحب سابق قاضی
آتش کلاس چپ نشن سکول میرٹھ محل تھوڑے روزے نس دیس کی سی ہیں گھر والے سوئیاں
ساکن میرٹھ شہر نیاں لکیر تھی سے اردو کی صاف زبان میں ۔

مباحث و ریلے آزار ہر چہ خواہی کن کہ در طریقت ما غیر ازین گناہ نیست

اس حدیث کے کتاب نایاب بار دیگر طبع کشور ہند میرٹھ بدبانہ دروزن سیدت دنا میں سید جمیل الدین
ہجیر کے انتہام سے جیسی بغیر اجازت اس کتاب کو اور کوئی صاحب نہ چاہا ہیں ۔

تکلیف طبع کشور ہند میرٹھ **سید جمیل الدین** کچھ ہر تمام سے چہی